احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ہفتہ 31 مئی 2014ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 31 مئی 2014ء یکم شعبان 1435 ہجری 31 ہجرت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 123

عارضی گھر

عیشِ دُنیا سدا نہیں پیارو — اس جہاں کو بقا نہیں پیارو

یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو — کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دِل — ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دِل

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

نماز جنازہ عموماً حضور خود پڑھاتے تھے۔ حضور کو میں نے نماز جنازہ کسی کے پیچھے پڑھتے نہیں دیکھا یا کم از کم میری یاد میں نہیں۔

(رفقاء احمد جلد 9 ص 193 تا 196)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ: حضرت صاحب کے زمانہ میں نماز جنازہ خود حضور ہی پڑھاتے تھے۔ حالانکہ عام نمازیں حضرت مولوی نورالدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جمعہ کو جنازہ غائب ہونے لگا تو نماز تو مولوی صاحبان میں سے کسی نے پڑھائی اور سلام کے بعد حضرت مسیح موعود آگے بڑھ جاتے تھے اور جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص 167)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے حضور کے پیچھے کئی دفعہ نماز جنازہ پڑھی۔ آپ بعض واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مولوی نورالدین صاحب کا صاحبزادہ فوت ہو گیا اور اس کے جنازہ میں بہت احباب شریک تھے کہ حضرت اقدس نے نماز جنازہ پڑھائی اور بڑی دیر لگی بعد سلام کے آپ نے تمام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس وقت ہم نے اس لڑکے کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی بلکہ تم سب کی جو حاضر ہو اور ان کی جو ہمیں یاد آیا نماز جنازہ پڑھ دی ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب ہمارے جنازہ پڑھنے کی تو ضرورت نہیں رہی حضرت اقدس نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو ایسا موقع نہ ملے تو یہی نماز کافی ہوگئی ہے اس پر تمام حاضرین احباب کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت مسیح موعود نے جو سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے تم سب کی نماز جنازہ پڑھ دی ایسے پرشوکت اور یقین سے بھرے ہوئے الفاظ میں یہ فرمایا کہ جس سے آپ کے الفاظ اور چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم سب آپ کے سامنے جنازہ ہیں اور یقیناً ہماری مغفرت ہوگئی اور ہم جنت میں داخل ہوگئے اور آپ کی دعا ہمارے حق میں مغفرت کی قبول ہوگئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہا۔

(تذکرۃ المہدی ص 79)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ 1905ء کے زلزلہ کے بعد جب باغ میں رہائش تھی۔ تو ایک دن حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ آج ہم نے اپنی ساری جماعت کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب روایت فرماتے ہیں:

پورا واقعہ یوں ہے کہ ان ایام میں آپ نے جب ایک دفعہ کسی احمدی کا جنازہ پڑھا تو اس میں بہت دیر تک دعا فرماتے رہے اور پھر نماز کے بعد فرمایا کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمیں اپنے دوستوں میں سے کس کس کے جنازہ میں شرکت کا موقعہ ملے گا۔ اس لئے آج میں نے اس جنازہ میں سارے دوستوں کے لئے جنازہ کی دعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص 21)

بدی سے نفرت کا اظہار کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’تقویٰ پر چلنا، اپنے اعمال کی اصلاح کرنا، اپنے ایمان کے معیار بلند کرنا، یہ باتیں کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو اُس کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے ہمیں پوری طرح سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو ہمیں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر بدی سے ہمیں مکمل طور پر نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 25 مارچ 2014ء)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

ربوہ کے مضافات میں پلاٹ خریدنے والوں کیلئے ایک ضروری اعلان

آجکل ربوہ کے مضافات میں رہائشی پلاٹوں کی خرید و فروخت کے حوالے سے بہت سے مسائل سامنے آ رہے ہیں۔ اس ضمن میں تمام ایسے احباب کو جو مضافاتی کالونیوں میں پلاٹ خریدنے یا فروخت کرنے کے خواہشمند ہوں ان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان ہے کہ

پلاٹ فروخت کرنے سے پہلے مالک پلاٹ خریدنے والے دوست کے نام صدر مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی ربوہ سے اس کی منظوری لیں۔ نیز یہ شکایت بھی دیکھنے میں آ رہی ہے کہ بعض احباب محض کاغذی انتقال خرید کر مشترکہ کھاتے کی بنیاد پر کسی بھی جگہ قبضہ کر لیتے ہیں اور دیگر احباب کی حق تلفی کا باعث ہو رہے ہیں۔ آئندہ ایسی کسی شکایت پر بلا قبضہ کاغذی انتقال خریدنے والے اور کروانے والے اور ایسے معاملات میں سودا کروانے والے پراپرٹی ایجنٹس سب کے خلاف نظام جماعت کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 11/اپریل 2014ء

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضرت مسیح موعود کے کون سے نشان کا ذکر فرمایا؟

ج: فرمایا! آج میں حضرت مسیح موعود کے ایک ایسے نشان کا ذکر کروں گا جو آج کے دن یعنی 11/اپریل 1900ء میں ظاہر ہوا۔ یہ نشان آپ کا عربی زبان میں خطبہ ہے جو خاص تائید الٰہی سے آپ کی زبان پر جاری ہوا۔ اس لئے اس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا۔

س: حضور انور نے اس نشان کو خطبہ جمعہ میں بیان کرنے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

ج: فرمایا! مجھے کسی نے اس طرف توجہ دلائی کہ آج کے دن کی مناسبت سے جبکہ آج جمعہ بھی ہے حضرت مسیح موعود کے اس عظیم الشان نشان کو بیان کروں کیونکہ ایسے احمدی بھی ہیں جو شاید خطبہ الہامیہ کا نام تو جانتے ہوں جو کتابی صورت میں شائع ہے لیکن اس کی تاریخ اور پس منظر اور مضمون کا علم نہیں رکھتے۔

س: حضرت مسیح موعود کے حق میں پورے ہونے والے نشانات کی بابت کیا بیان ہوا ہے؟

ج: فرمایا! ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نشان جو حضرت مسیح موعود کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے ایسے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں اور مخالفین احمدیت کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں مواد مہیا کرتے ہیں۔ آپ کی صداقت کی دلیل ہمیں مہیا کرتے ہیں اور خاص اطوار پر ایسے نشان جیسے خطبہ الہامیہ ہے یہ تو عظیم الشان نشانوں میں سے ہے۔

س: خطبہ الہامیہ کا پس منظر بیان کریں؟

ج: یوم العرفات کو علی الصبح حضرت مسیح موعود نے بذریعہ ایک خط کے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو اطلاع دی کہ ''میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام مع جائے سکونت لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تا کہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے''...... دوسری صبح عید کے دن مولوی عبدالکریم صاحب نے اندر جا کر تقریر کرنے کے لئے خصوصیت سے عرض کی۔ اس پر حضور نے فرمایا ''خدا نے ہی حکم دیا ہے'' اور پھر فرمایا کہ رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو۔ میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔ شاید یہی مجمع ہو۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 324)

س: ملفوظات میں بیان خطبہ الہامیہ کی رپورٹ درج کریں؟

ج: فرمایا! ''جب حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کیلئے تیار ہوئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔...... اثنائے خطبہ میں حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ ''اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں''۔ جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کیلئے کھڑے ہوئے۔...... حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔...... حضرت اقدس فرطِ جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ حضور کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا۔ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ ''مبارک'' یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 325)

س: حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب نزول المسیح میں خطبہ الہامیہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! ''عید اضحیٰ کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ ''کچھ عربی میں بولو''...... اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی۔...... تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پر معانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کیا جو کتاب خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔...... اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے یہ تقریر وہ ہے جس کے اس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 588)

س: خطبہ الہامیہ کی بابت حضرت مسیح موعود نے خدام کو کیا تحریک فرمائی؟

ج: حضرت مسیح موعود نے اپنے خدام میں تحریک فرمائی کہ اسے حفظ کیا جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں صوفی غلام محمد صاحب، حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب، مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے علاوہ بعض اور (احباب) نے اسے زبانی یاد کیا۔ بلکہ مؤخر الذکر دو (احباب) نے بیت مبارک کی چھت پر مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت مسیح موعود کی مجلس میں بھی اسے زبانی سنایا۔

س: یہ خطبہ الہامیہ کب شائع ہوا؟

ج: یہ خطبہ اگست 1901ء میں شائع ہوا۔

س: خطبہ کی کتابت کے حوالہ سے کیا بیان ہوا ہے؟

ج: حضور نے نہایت اہتمام سے اسے کاتب سے لکھوایا۔ فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا اور اعراب بھی خود لگائے۔ اصل خطبہ کتاب کے اڑتیسویں صفحہ پر ختم ہو جاتا ہے جو کتاب کے باب اول کے تحت درج ہے۔ اگلا حصہ آخر تک عام تصنیف ہے جس کا اضافہ حضور نے بعد میں فرمایا۔ اور پوری کتاب کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 ایڈیشن 1962ء صفحہ 85)

س: خطبہ الہامیہ کے متعلق حضرت مرزا افضل بیگ صاحب کا بیان درج کریں؟

ج: حضرت مرزا افضل بیگ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کا خطبہ الہامیہ میرے سامنے حضرت اقدس نے (بیت) اقصیٰ میں جو پرانی (بیت) مسیح موعود کے وقت کی ہے محراب اندرون دروازے کے سامنے باہر کے دروازے میں کھڑے ہو کر خطبہ بزبان عربی میں پڑھا۔ حضرت ہر لفظ کو تین بار دہراتے تھے اور مولوی حاجی خلیفۃ المسیح الاول اور مولوی عبدالکریم صاحب یہ ہر دو صاحب کتابت کرتے تھے اور حضور سے دریافت کرتے تھے کہ لفظ سین سے ہے یا ش سے ہے۔ عین سے یا الف سے۔ یعنی لفظ پوچھا بھی جایا کرتے تھے۔ غرضیکہ مولوی صاحبان خود اپنی اصلاح کی خاطر دریافت کرتے تھے۔ حضرت اس کی تصحیح فرماتے تھے۔ پھر ختم ہونے پر حضور نے مولوی عبدالکریم صاحب کو فرمایا کہ آپ ترجمہ کر کے پبلک کو سنا دیں چنانچہ مولوی صاحب نے ترجمہ سنایا۔

س: حضرت مسیح موعود کے لٹریچر اور دعویٰ کے متعلق ازھر یونیورسٹی کے عالم کا بیان درج کریں؟

ج: ایک زیر دعوت دوست کے استفسار پر ازھر یونیورسٹی کے ایک عالم نے بیان دیا کہ میں نے مرزا صاحب کا لٹریچر پڑھا ہے اور بعض احمدیوں سے بھی ملا ہوں اور تبادلہ خیالات کیا ہے۔ جس قسم کی نبوت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اگر اس قسم کے ہزار بھی نبی آ جائیں تو ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ ازھری عالم کہنے لگے کہ میرا یہ جواب صرف یہاں کے لئے ہی ہے۔ اگر پبلک میں سوال کرو گے تو میں یہی کہوں گا کہ امتی نبی بھی نہیں آ سکتا۔ لوگوں کے سامنے میں نہیں کہوں گا۔ ہاں اگر آپ جماعت احمدیہ میں شامل ہونا چاہئیں تو بیشک میری ذمہ داری پر داخل ہو جائیں۔

س: عبدالقادر المغربی اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے باہمی تعلق کے حوالہ سے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! ایک صاحب تھے بڑے عالم چوٹی کے شیخ عبدالقادر المغربی۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ان علامہ المغربی سے علمی ادبی اور دینی مزاج کی وجہ سے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ سے ان کی پہلی ملاقات 1916ء میں ہوئی تھی۔ ایک دفعہ علامہ المغربی نے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کو کہا کہ آیئے ہم دونوں تصویر بنائیں اور دوستی کا اقرار قرآن مجید پر ہاتھ رکھتے ہوئے کیا۔ اسی دوستی کی وجہ سے حضرت مصلح موعود جب دمشق گئے تو مولوی عبدالقادر صاحب بھی آپ سے ملنے آ گئے اور بہت سے سوالات کئے۔...... اور حضور نے بڑے جوش سے عربی میں ایسی فصیح گفتگو فرمائی کہ پاس بیٹھے ایک سید صاحب بھی مولوی عبدالقادر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ واقعہ میں ان کی زبان ہم لوگوں سے زیادہ فصیح ہے۔

س: شیخ عبدالقادر المغربی نے حضرت مسیح موعود کی سیرت کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: (شیخ عبدالقادر) کہنے لگے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اچھے آدمی تھے (دین حق) کیلئے غیرت رکھتے تھے۔

س: حضرت مصلح موعود نے شیخ عبدالقادر المغربی کے اس بیان پر کہ آپ عرب، مصر اور شام میں (دعوت حق) نہ کریں پر کیا بیان فرمایا؟

ج: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان باتوں کا جواب بڑے پر شوکت الفاظ میں دیا کہ اگر یہ منصوبہ ہمارا ہوتا تو ہم چھوڑ دیتے۔ مگر یہ خدا کا حکم ہے اس میں ہمارا اور سیدنا احمد کا کوئی دخل نہیں۔ خدا کا یہ حکم ہے ہم پہنچائیں گے اور ضرور پہنچائیں گے۔

س: حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے شیخ عبدالقادر کے اس اعتراض پر کہ حضرت مسیح موعود کیخطبہ کی عربی عبارت درست نہیں کا کیا جواب بیان کیا؟

ج: (مولانا صاحب) کہتے ہیں میں نے خطبہ الہامیہ ان کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ پڑھیں کہاں عربی غلط ہے۔ انہوں نے اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا اور ایک دو لفظوں سے متعلق کہا کہ عربی لفظ ہی نہیں ہیں۔ تو مولانا شمس صاحب نے وہاں بیٹھے ہوئے تاج العروس (عربی کی ایک لغت ہے) الماری سے نکالی اور وہ لفظ نکال کر دکھائے۔ سامعین کو حیرت ہوئی۔

س: شیخ عبدالقادر المغربی نے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے رسالہ الحقائق علی الاحمدیہ کے ضمن میں کیا بیان کیا؟

ج: (شیخ عبدالقادر المغربی کہتے ہیں کہ) یہ رسالہ میرے ہاتھ میں تھا اور پختہ ارادہ کیا کہ اس رسالے کا ردّ شائع کروں۔ میں نے حدیث اور تفاسیر کی کتب جو میرے پاس تھیں وہ میز پر رکھ لیں اور عشاء کی نماز پڑھ کر ردّ لکھنا شروع کر دیا۔...... کہتے ہیں کہ آخر صبح اذان ہو گئی فجر کی اور میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ ہر بات جو میں لکھتا تھا مجھے لگتی تھی یہ تو غلط ہو گئی اور وہ جماعت کا ہی لٹریچر ہے سارا حضرت مسیح موعود کی تحریرات پر ہی بنیاد رکھتا ہے۔ تو اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب ایک کلمہ مخالفت کا مجھ سے آپ نہیں سنیں گے۔ آپ کے خیالات سراسر (دینی) ہیں اور آپ آزادی سے (دعوت الی اللہ) کریں اور پوچھنے والوں سے میں آپ کے حق میں اچھی بات ہی کہوں گا لیکن میں آپ کے فرقے میں داخل نہیں ہوں گا۔ آخری دم تک وہ جماعت کی تعریف کرتے رہے۔

باقی صفحہ 8 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

تحریر: مکرم جناب محمد احمد صاحب ☆☆☆☆☆ مترجم: پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

فراموش کردہ بطلِ جلیل: محمد ظفر اللہ خان

مندرجہ بالا عنوان کے تحت وقیع و بیباک صحافی جناب محمد احمد کا ایک مضمون انگریزی اخبار ''ڈیلی ٹائمز'' کی یکم ستمبر 2013ء کی اشاعت میں شامل ہے۔ صاحب مضمون کے دلی شکریہ کے ساتھ اس مضمون کا مکمل ترجمہ نذر قارئین ہے۔

آج یکم ستمبر 2013ء پاکستان کے ایک عظیم ترین ہیرو کا یوم وفات ہے لیکن اس بات کا بے خوف وخطر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے لئے ان کی خدمات کا کوئی تذکرہ نہیں ہوگا۔ اور جس قوم کی خاطر انہوں نے اتنا کچھ کیا اس کی طرف سے شاید ہی تحسین کا کوئی اظہار سامنے آپائے گا۔ ان کے عقیدے کے باعث ان کی یاد اکثر پاکستانیوں کے ذہن سے محو ہو چکی ہے۔ پاکستان اور ان کے اعلیٰ مقاصد کے لئے ان کی شاندار خدمات کے باوجود ان کے احمدی عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے آج کل کے بزدل لیڈروں نے انہیں غیر بنا رکھا ہے۔ آج کل لیڈروں کا اس بطل جلیل کے ساتھ اس طرح کا سلوک تو قائداعظم کی قیادت اور فراست کا مذاق اڑاتا ہے جو سر ظفر اللہ خان کا بے حد اکرام کرتے تھے۔

مسلمانانِ پاک وہند کے لئے خدمات

بحیثیت قانون دان، سفارتکار اور محبّ وطن، ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کی بہبود و ترقی کے لئے سر محمد ظفر اللہ خان کی خدمات سے زیادہ فقط ہمارے محترم قائد محمد علی جناح کی خدمات ہیں۔ ہر لحاظ اور ہر معیار سے ظفر اللہ خان ان تمام لوگوں سے کہیں بلند و بالا ہیں۔ جنہوں نے ہماری قوم کا مذاق بنا رکھا ہے۔

اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ

ظفر اللہ خان 1893ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے قانون کے میدان میں برٹش انڈیا کے قابل ترین دماغوں میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم پیدائشی قصبہ میں حاصل کی اور پھر گریجوایشن کے لئے لاہور چلے گئے۔ انہوں نے قانون کی ڈگری 1914ء میں کنگز کالج سے حاصل کی جہاں سب پر سبقت لیتے ہوئے انہوں نے کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی۔ وہ برصغیر پاک وہند سے ایسی اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے پہلے طالب علم تھے۔ انہوں نے لنکنز ان سے بار ایٹ لاء کیا۔ جہاں اس سے پہلے مسٹر جناح کامیابی حاصل کر چکے تھے۔

کامیاب قانون دان

سرگرم ترجمان

بطور وکیل انہوں نے جلد جلد اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور بہت سے مقدموں میں نام پیدا کیا۔ انہوں نے تقریباً تیس سال کی عمر میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کی رکنیت سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور مسلمانان پنجاب کے انتھک وکیل اور ترجمان کی حیثیت سے شہرت پائی۔ بعد میں انہوں نے گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ 1931ء میں وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر بنے۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے موقع پر انہوں نے ایک کمیٹی کو چرچل جیسی شخصیت کے مقابل پر اپنا نقطۂ نظر تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

خوب سے خوب تر مقام پر

بعد میں ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی مستقل کونسل کا رکن بنایا گیا۔ انہوں نے وائسرائے کے ماتحت مختلف اوقات میں ریلوے، محنت، قانون اور رفاہ عامہ کے وزیر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ وہ مختصر مدت کے لئے لیگ آف نیشنز میں اس کی تحلیل سے کچھ عرصہ پہلے برٹش انڈیا کے نمائندہ رہے۔

1942ء اور اس کے بعد انہوں نے فیڈرل کورٹ (سپریم کورٹ) آف انڈیا میں بطور جج خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے قائداعظم کی ذاتی درخواست پر ریڈ کلف کمیشن (باؤنڈری کمیشن۔ ناقل) کے سامنے پاکستان کا مؤقف پیش کیا۔

انڈیا کے مسلمانوں کی

عظیم ترین خدمات

سر ظفر اللہ خان کی مسلمانان ہند کی تحریک آزادی کے لئے سب سے بڑی خدمت قرارداد لاہور (قرارداد پاکستان) کی تیاری ہے۔ جو ہماری قومیت کے ایک نقطہ پر جمع ہونے کی بنیادی دستاویز ہے۔ قرارداد لاہور ایک وسیع البنیاد حل تھا جس میں کئی ایک Solutions کی گنجائش موجود تھی۔ جن کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور پاسبانی کرنا تھی۔

1946ء کے انتخابات پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں Unionists کی قابض حیثیت کو ختم نہ کرا سکے۔ اس صورت حال کے پیش نظر سر محمد ظفر اللہ خان مسلم لیگ کی مدد کے لئے آگے بڑھے۔ انہوں نے سردار خضر حیات کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اپنی طاقتور یونینسٹ وزارت کو ختم کر دیں اور پنجاب میں عنان حکومت مسلم لیگ کے زعماء کے حوالے کر دیں۔ اس مقصد کے لئے وہ لاہور آئے اور 48 گھنٹے کے اندر اندر مسلم لیگ کو پنجاب میں اس کا جائز مقام مل گیا۔ تاریخ اس بات کی گواہی دے گی کہ یہ آخری مرحلہ تھا جس نے پاکستان کا قیام ممکن بنا دیا۔ نیز صبح دم آزادی مسلمانوں کے درمیان افتراق کا خطرہ ٹال دیا۔

بطور وزیر خارجہ اقوام متحدہ

میں شاہکار معرکے

25 دسمبر 1947ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے سر ظفر اللہ خان کو پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ اقوام متحدہ میں سر ظفر اللہ خان اہل عرب، اہل افریقہ، تیسری دنیا اور اسلامی مسائل اور معاملات کے سلسلہ میں فصیح ترین وکیل و ترجمان کے طور پر سامنے آئے۔ ان کی کاوشوں کے نتیجہ میں کشمیر پر اقوام متحدہ کی قراردادیں وجود میں آئیں۔ جو اس مسئلے پر پاکستان کے موقف کی بنیاد ہیں۔

فلسطین کے مسئلہ پر اقوام متحدہ میں سر ظفر اللہ خان کی تقریر غالباً اقوام عالم کے سامنے کی جانے والی غیر فانی اور ناقابل فراموش تقاریر میں سے ایک ہے۔ جس جذبے سے انہوں نے فلسطینی مؤقف کی وکالت کی اور فلسطین کی تقسیم کے خلاف انہوں نے جو دلائل پیش کئے۔ ان سے وہ عربوں کی آنکھ کا تارا بن گئے۔ یہود کو فلسطین میں دوبارہ آباد کرنے اور اسرائیلی ریاست قائم کرنے کے بارہ میں وہ کہتے ہیں۔

مخالفین کی زبانیں گنگ کر

دینے والی تقریر سے اقتباس

''کیا انہیں اپنے ملکوں میں واپس آنے دیا جائے؟ آسٹریلیا کہتا ہے ''نہیں''۔

کینیڈا کہتا ہے نہیں۔ امریکہ کہتا ہے ''نہیں''۔

ایک لحاظ سے یہ بات بہت حوصلہ افزا ہے۔ ان لوگوں کے تلخ تجربات کے بعد، خواہ وہ واپس جانے کے لئے رضامند ہوں، پھر بھی انہیں اپنے ملکوں میں واپس جانے کے لئے نہیں کہنا چاہئے۔ اس طریقے سے ہمیں یقین ہو جائے گا کہ ایک دوسری تجویز منظور کی جائے گی اور یہ کہ ہم سب کو ان لوگوں کو جائے پناہ مہیا کرنی چاہئے۔ کیا انہیں ممبر ملکوں کے درمیان وہاں کی گنجائش کے مطابق تقسیم کر دیا جائے؟ آسٹریلیا جو گنجان آباد علاقوں والا حد سے زیادہ آبادی پر مشتمل چھوٹا سا ملک ہے کہتا ہے۔

''نہیں۔ نہیں۔ بالکل نہیں''۔

کینیڈا جو اسی طرح ٹھسا ہوا اور گنجائش سے زیادہ ٹھسا ہوا ملک ہے کہتا ہے ''نہیں'' امریکہ جو بڑا انسان دوست ملک ہے جس کا علاقہ چھوٹا ہے اور کم ذرائع رکھتا ہے کہتا ہے ''نہیں''۔

انسانی بھلائی کے اصول کی خاطر ان ملکوں کا یہ حصہ اور خدمت گذاری ہے لیکن وہ کہتے ہیں ''انہیں (یہود کو) فلسطین میں جانے دو جہاں پر بڑے بڑے علاقے، وسیع معاشی وسائل و ذرائع ہیں اور کوئی مشکل نہیں ہے۔ وہ وہاں آسانی سے سما سکتے ہیں۔ یہ ہے اس پُرشوکت تنظیم کی خدمت جو اس نے انسانی بھلائی کے اصولی مسئلہ کو نمٹانے کے لئے انجام دی ہے۔ شمالی افریقہ میں بحر اوقیانوس کے ساحل سے لے کر وسطی ایشیا کے میدانوں تک کے ملکوں کی آبادیوں کے دلوں میں آپ مغربی طاقتوں کے عزائم اور محرکات سے متعلق شکوک و شبہات اور بے اعتمادی کے بیج بو رہے ہیں۔

اس طرح مڈل ایسٹ کے قلب میں گویا مغرب کا خنجر زبردستی پیوست کر کے آپ مشرق اور مغرب کے مابین حقیقی تعاون کے کسی بھی موقع اور امکان کو ناقابل تلافی حد تک بگاڑنے کا شدید ترین خطرہ مول لے رہے ہیں۔''

مختلف اقوام کی آزادی کے

لئے بے مثال تگ و دو

فلسطین، لیبیا، مراکش، تیونس اور الجیریا کی آزادی کی جنگ جیتنے کے لئے سر ظفر اللہ خان کی بےلوث کوششیں اپنی مثال آپ ہیں۔ اردن کے شاہ حسین نے انہیں اپنے ملک کا سب سے بڑا سول ایوارڈ STAR OF JORDONS پیش کیا۔ پھر مراکش، لیبیا، تیونس اور الجیریا نے بھی ظفر اللہ خان کو اپنے ملکوں کے سب سے بڑے سول ایوارڈز سے نوازا۔

پاک چین دوستی کی

مضبوط بنیاد

چین کے وسیع علاقے پر کمیونسٹوں کے تسلط نے سیکیورٹی کونسل میں چین کی نمائندگی کے مسئلہ پر اقوام متحدہ کے ممبر ملکوں میں ایک واضح تقسیم کی صورت پیدا کر دی۔ اس مسئلہ پر ہونے والی بحث کے دوران امریکی قیادت میں مغربی ممالک نے عوامی جمہوریہ چین کی سیٹ کی کھلم کھلا مخالفت کر دی۔ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے سر ظفر اللہ خان نے مغرب کے اس موقف کی مخالفت کی اور قوم پرستوں کی جگہ اشتراکیوں کو سیٹ دینے کا مطالبہ کیا۔ اس طرح پاک چین دوستی کی بنیاد قائم ہو گئی۔

دو بے بدل اعزازات

وہ کچھ مدت کے لئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدارت کے منصب پر فائز رہے۔ کچھ عرصہ بعد سر ظفر اللہ خان عالمی عدالت انصاف کے صدر مقرر ہوئے اور وہ پہلے ایشیائی باشندہ تھے

جنہیں یہ منصب ملا۔ یہ منفرد اعزاز تھا کیونکہ سرظفراللہ خان وہ واحد شخصیت ہیں جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور عالمی عدالت انصاف دونوں کے صدر رہے۔

عظیم مصنف کی ایک مشہور کتاب

سرظفراللہ خان ایک عظیم مصنف تھے اور انہوں نے تاریخ پاکستان اور مذہب کے موضوع پر ٹریکٹ اور کتابیں تصنیف کیں۔ وہ افسوسناک سازش جس نے ملک (کے ایک حصہ) کو اس کے محبّ الوطنوں سے چھین کر ان لوگوں کے سپرد کردیا جو اس کے نظریاتی دشمن تھے اور جنہوں نے اس کے معرض وجود میں آنے کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ اس سارے موضوع کے متعلق ان کی مشہور کتاب کا نام "AGONY OF PAKISTAN" (پاکستان کی اذیت) بہت مناسب حال ہے۔

اگرچہ احمدی عقائد کے ساتھ ان کی وابستگی اور وفاداری کا علم سب کو ہے۔ مارچ 1958ء میں ظفراللہ خان نے عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور حضرت رسول کریم ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت کی۔ اس حاضری کے دوران انہوں نے سعودی عرب کے شاہ سعود سے ملاقات کی اور بادشاہ کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے شاہی محل میں قیام کیا۔ 1967ء میں (شاہ فیصل کے دور حکومت میں۔ ناقل) وہ حج کی ادائیگی کے لئے دوبارہ سعودی عرب گئے۔

اپنا بندہ لے گیا اپنے قریں رب العباد

مادر وطن کی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ خدمات انجام دینے کے بعد وطن عزیز کا یہ لائق فائق فرزند اور قائداعظم کا قریبی ساتھی ستمبر 1983ء میں لاہور میں انتقال کرگیا۔ سرظفراللہ خان کی وفات پر اندرون و بیرون ملک سے اہم اور معزز شخصیات نے اظہار تعزیت کیا۔ ان کی وفات پر شاہ اردن کی جانب سے ارسال کردہ تعزیتی ٹیلی گرام کی عبارت اہل عرب کی جانب سے ان کے نصب العین اور موقف کے چیمپئین (سرظفراللہ خان) کے لئے گہری شکرگزاری اور تکریم کا خلاصہ بیان کرتی ہے۔

''اپنے پیارے دوست سرظفراللہ خان مرحوم کے انتقال کی خبر سن کر مجھے بے حد دکھ ہوا۔ ان کو انسانیت اور دنیا بھر میں منصفانہ مقاصد، خاص طور پر فلسطینی نصب العین کے لئے اپنی خدمات کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ درحقیقت وہ عربوں کے نصب العین کے چیمپئین تھے اور ان کی پیہم کوشش خواہ وہ مسلم اور وابستہ ممالک کے لئے ہوں یا عالمی عدالت انصاف کے فورم پر ہمیشہ اس عظیم انسان کی روشن مثال کے طور پر تابندہ رہیں گے۔ جس نے واقعتاً اپنے آپ کو ہمارے دین اور تہذیب وتمدن کے اعلیٰ پائے کے اصولوں کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ ازراہ کرم میری جانب سے پُرخلوص تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی روح پر رحمت نازل فرمائے اور انہیں سکون عطا فرمائے۔

''حسین۔ جلالہ الملک شاہ حسین آف اردن''

وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

قائداعظم محمد علی جناح کا نظریہ پاکستان اس وقت تک زندہ وتابندہ رہے گا جب تک ظفراللہ خان جیسے لوگوں کی یاد باقی ہے۔

پاکستان کے عوام اپنے ملک کو اس رواں دواں اور ترقی پذیر حالت میں واپس دیکھنے کی شدید تمنا رکھتے ہیں۔ جو قائداعظم کا تصور اور خواب تھا۔ قدرشناس ہونے کی وجہ سے عوام ان حضرات کے ممنون ہیں جنہوں نے ان کے وطن کے حصول کے لئے کام کیا اور اس کی بھرپور خدمت کی۔ سرظفراللہ خان کی وہ تکریم اور تحسین کیوں نہیں کی جاتی جس کے وہ بجاطور پر مستحق ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ عوام کی اکثریت عرب مقاصد اور پاکستان کے لئے ان کی خدمات سے آگاہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتوں نے جان بوجھ کر عوام کو پاکستان کی نامکمل تاریخ پڑھائی ہے۔ جس کی کہانی سرظفراللہ خان کا نام مکمل طور پر محو کر کے بنائی گئی ہے۔ جس دن تاریخ کو مسخ کرنے کا یہ سلسلہ درست کرلیا جائے گا وہ عوام کی یادوں اور ذہنوں میں پاکستان کی بنیاد رکھنے والے ایک ہیرو کے طور پر اپنا جائز مقام پالیں گے۔

(ترجمہ انگریزی مضمون مطبوعہ ''ڈیلی ٹائمز'' مورخہ یکم ستمبر 2013ء)

قارئین کرام نے حضرت چوہدری سرمحمد ظفراللہ خاں کی کامیاب و کامران زندگی اور زندہ وتابندہ خدمات کا سیر حاصل تذکرہ پڑھ لیا ہے۔ مصلحت بین اور اخلاقی ذمہ داری سے غافل متعصبین تاریخ کو وقتی طور پر بے شک مسخ کرلیں لیکن یہ حقیقت یاد رہے:

کب ظلم کی آندھی روک سکی رستہ بے باک اجالوں کا
گرتی ہی رہی ہے برق تپاں اٹھتی ہی رہی ہیں تعمیریں

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت چوہدری صاحب کو وطن عزیز اور عالم اسلام اور اقوام عالم کی بے لوث اور بے خوف اور بے بہا خدمتوں اور غمخواریوں کا اگلی دنیا میں بھی اجرعظیم وثواب جزیل عطا ہوگا۔

موت کو سمجھے ہے غافل، اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

☆☆☆☆☆

براعظموں کے نام کیسے پڑے؟

ایشیا

دنیا کے سات براعظموں میں سب سے بڑا ایشیا ہے۔ لیکن اس کے نام کے لئے ہمیں قدیم یونایوں کی نظر سے دیکھنا ہوگا۔ یونانیوں کی حکومت کا سب سے اہم حصہ وہ تھا جو اب ایشیائی ترکی کہلاتا ہے۔ یہ ایک طرح یونان کا مشرقی صوبہ تھا۔ اس کا قدیم نام اش شوا تھا۔ جو قدیم عکادی زبان کے لفظ اشو سے نکلا تھا۔ جس کے معنی نکلنے اور طلوع ہونے کے تھے۔ گویا یہ خطہ زمین ان کے لئے طلوع آفتاب کی دھرتی تھی۔ جب یونان کے حکمران مشرق کی جانب اپنی فوجیں لے کر بڑھے تو انہیں اس کا اندازہ ہوا کہ دنیا اس سمت میں بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس پوری سرزمین کو ایشیا کہنا شروع کردیا اور ایک وقت ایسا آیا جب مشرق کی طرف پھیلے ہوئے پورے علاقے کو ایشیا کہا جانے لگا اور ایشیائی ترکی محض ایشیائے کوچک (Asia Mnor) رہ گئی۔ یونان نے دنیا کو جس نظر سے دیکھا تھا اس کا اثر آج بھی ہے۔ یونان کو مرکزی حیثیت دیتے ہوئے ایشیائی علاقوں کو مشرق اور یورپ اور امریکہ کے حصوں کو مغرب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یونان سے قربت کو مدنظر رکھتے ہوئے شام، اردن اور لبنان وغیرہ کو مشرق وسطیٰ اور یونان سے دوری کے باعث جاپان اور چین وغیرہ کو مشرق بعید کہا جاتا ہے۔

یورپ

لفظ یورپ کی اصل فنقی زبان کا ایک لفظ اے رے بو مانا جاتا ہے جس کا مطلب گرنا ہوتا ہے۔ غالباً اسی لفظ نے عربی میں ''غرب'' کی شکل اختیار کی۔ (ہمارے نزدیک غرب کا لفظ فنیقی میں جا کر ''اے رے بو'' ہوگیا۔ ناقل) اور غروب اور مغرب کے الفاظ بنے۔ اس طرح یہ لفظ سورج کے ڈوبنے سے متعلق ہوگیا۔ یونانی اور مصری جہاز رانوں کی ساری سیاحت اس وقت بحیرہ روم کے اندر اندر ہی محدود تھی۔ سپین سے آگے بحر اٹلانٹک انہیں لامحدود لگتا تھا اور اسے انہوں نے اوقیانوس کا نام دیا تھا جو ان کے خیال کے مطابق ایک ایسا سمندر تھا جس نے پوری دنیا کو گھیر رکھا تھا اور اسی میں سورج نیچا ہوتے ہوتے آخرکار ڈوب جایا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ بحیرہ روم کے مغربی سرے کے قریب بسے ہوئے سپین اور فرانس وغیرہ کے علاقوں کو مغربی علاقہ یا یورپ کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ نام پورے براعظم سے وابستہ ہوگیا۔

یہ مغربی حصہ یونانیوں کی نظر میں کس قدر دلکش تھا اس کا اندازہ یونانی دیومالا میں یوروپا نام سے موسوم ایک حسین شہزادی کی کہانی سے ہوتا ہے جو اس قدر خوبصورت تھی کہ اس پر نظر پڑتے ہی سب سے بڑا دیوا زی اس پر فریفتہ ہوگیا تھا۔ اس نے ایک خوبصورت بیل کی شکل اختیار کی اور یوروپا کے پاس پہنچ کر اسے اس طرح رجھایا کہ وہ اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئی اور تب زی اس یوروپا کو لے اڑا اور اسے کریٹ کے جزیرے میں جا کر رکھا۔ یوروپا نے جن بیٹوں کو جنم دیا وہ بعد میں حق وانصاف کی مثال بنے۔

موجودہ نظریہ یہ ہے کہ یورپ کے لفظی معنی اصل بری علاقہ (Main Land) ہے۔ غالباً بحیرہ روم کے مشرقی حصے میں واقع بحیرہ اے جین کے جزیروں میں رہنے والے یونانیوں اور دوسرے جہاز رانوں نے اٹلی، فرانس اور سپین کے ان ساحلی علاقوں کے پیچھے واقع بسیط خطہ ارض کا نام یورپ رکھا جہاں یہ اپنے جہاز اور کشتیاں لے کر پہنچتے تھے۔

افریقہ

جنوب میں یہ لوگ افریقی ساحل پر واقع مقامات پر جایا آیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی ساری معلومات شمالی افریقہ تک محدود تھی۔ قدیم یونانی دریائے نیل کے مغرب میں واقع شمالی افریقہ کے حصول کو لیبیا کہتے تھے۔ یہ نام انہوں نے مشرقی سرے نائیکا میں ڈیڑھ ہزار قبل مسیح کے قریب آباد ایک قبیلے کے نام پر رکھا تھا۔ افریقہ کے نام کا انتخاب رومن لوگوں نے کیا جو وہ اس براعظم کے شمالی ساحل پر واقع اپنے صوبے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ لفظ افریقہ کی اصل یا تو لاطینی لفظ ''اپ ری کا'' تھا جس کا مطلب ''دھوپ والا'' ہوتا ہے یا یونانی لفظ ''افریکے'' تھا جس کا مطلب ''ٹھنڈک نہ رکھنے والا'' ہوتا ہے۔ افریقہ کا لفظ اس طرح اپنے اندر گرم ملک کے معنی رکھتا ہے۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ رومن لوگ اپنے صوبے کے جنوب میں واقع علاقے کو ''افریگا'' یعنی افریگ لوگوں کو دیس کہتے تھے۔ افریگ لوگ کارتھج کے جنوب میں آباد ایک بربر قبیلے کا نام تھا۔

شمالی افریقہ میں واقع بسیط وعریض صحارا کے ریگستان اور پھر وسطی افریقہ کے خط استوا پر واقع ہونے کی وجہ سے گھنے جنگلوں، دشوار گزار دریاؤں اور پہاڑوں نے اور اس کے علاوہ باہری دنیا کے لوگوں کو قبول نہ کرنے والے جنگلی قبائیلوں نے افریقہ کو یورپ والوں کی پہنچ سے باہر رکھا اور وہ اس کو تاریک براعظم کی مثال دینے لگے۔ لیکن افریقہ کا لفظ صرف شمالی حصے تک محدود نہ رہا بلکہ دھیرے دھیرے اس سے پورا براعظم مراد لیا جانے لگا۔

(لفظوں کی انجمن میں از سید حامد حسین)

مکرم رانا محمد سلیمان صاحب

ابتلاؤں کے وقت الٰہی جماعتوں کا ردعمل

الٰہی جماعتوں پر ہمیشہ ابتلاء اور آزمائشوں کے اندھیرے انہیں فوز وفلاح سے ہمکنار کرنے کے لئے آئے ہیں اس لئے وہ ان ابتلاؤں آزمائشوں، مصائب اور شدائد کے وقت دلگیر نہیں ہوتے بلکہ وہ ان کا صبر اور دعاؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے خوش ہوتے ہیں کہ اب خداتعالیٰ اپنے فضل خاص کے ماتحت ہمیں اپنی تائید ونصرت سے نوازے گا اور ان اندھیروں کو دور کر کے ہمارے لئے دائمی خوشیوں اور خوشحالیوں کا اجالا لے آئے گا۔ کیونکہ ان کو یقین ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ انہیں لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں اور وہ انہیں کو ان ابتلاء کے اندھیروں سے نکال کر دائمی خوشیوں اور اجالوں میں لا رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست نیکی سے روکنے والے (لوگ) ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہیں گے''۔ (البقرہ:258)

حضرت مسیح موعود نے جہاں یہ فرمایا کہ الٰہی جماعتوں پر ابتلاؤں، مصائب اور شدائد کا آنا ضروری ہے وہاں یہ بھی فرمایا کہ:

''اور جس طرح ظلمت ظہور میں آگئی اسی طرح یقیناً جاننا چاہئے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آجائے گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔......سوا اے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی''۔

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن جلد2 ص463)

پس ابتلاؤں کی ظلمت کا زمانہ الٰہی جماعتوں کے لئے ہرگز بھی پریشانی اور رنج ومصیبت کا زمانہ نہیں ہوتا بلکہ خوش ہونے کا زمانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا ولی اور دوست ہے اپنے وعدے کے مطابق ان ابتلاؤں کی ظلمت کو چھانٹ کر ہمارے لئے نور اور روشنی لائے گا اور ہمیں دائمی خوشیوں سے نوازے گا۔ اور حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو جو کہ الٰہی جماعت ہے ان ابتلاؤں کے وقت جس ردعمل کی طرف توجہ دلائی ہے وہ کچھ اس طرح سے فرمایا:

''خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری مقبولیت لکھی جاوے''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد20 ص68)

پھر ابتلاؤں کے وقت جو کمزور طبع ہوتے ہیں وہ الٰہی جماعتوں سے کٹ جاتے ہیں اور وہ الٰہی جماعتوں کا حصہ نہیں رہتے کیونکہ ابتلاؤں کے آنے کی ایک حکمت یہ بھی ہوتی ہے کہ ناپاک اور گندے لوگ الٰہی جماعتوں میں شامل نہ ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمحیص کرنا چاہتا ہے تا کہ جیسا دوسرے پیروں کا حال ہے ہمارے پاس بھی ہر طرح کے گندے اور ناپاک لوگ شامل نہ ہو جاویں۔ اس واسطے اس قسم کے ابتلاء بھی درمیان میں آجاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد دوم ص206)

پھر ابتلاؤں کے وقت ڈرنے والے اور خوف کھانے والوں کو بتایا کہ ابتلاء کیوں آتے ہیں اور ان لوگوں کو جو الٰہی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مبارک قرار دیا جو ڈرتے نہیں اور نہ ہی ان ابتلاؤں کے وقت کمزوری دکھاتے ہیں۔ فرمایا:

''پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20 ص309)

پھر حضرت مصلح موعود ابتلاؤں کے وقت میں صحیح ردعمل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نادان ہیں وہ لوگ جو ابتلاؤں کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم پر بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے اور ہمیں بڑے چندے دینے پڑتے ہیں۔ انہیں تو چاہئے کہ ایسے وقت میں پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ کیونکہ جو زیادہ مشکلات کے دن ہوتے ہیں ان میں زیادہ ہمت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ دیکھو جب کوئی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ دوا کھانا ہی چھوڑ دیتا یا احتیاط کرنا ہی ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ اس وقت خاص طور پر وہ دوا استعمال کرتا اور خاص احتیاط کرتا ہے۔ دنیا کے تمام معاملات میں یہی دیکھا جاتا ہے۔ پس جب بڑی مشکلات کے وقت ہمت بڑھا دی جاتی ہے اور زیادہ بیماری کے وقت علاج پر خاص زور دیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ان دینی مشکلات کے وقت زیادہ ہمت سے کام نہ لیا جائے اور اس سے بڑھ کر طاقت جرأت نہ دکھائی جائے جو پہلے دکھاتے تھے۔ اگر بعض لوگوں کا ارتداد یا بعض لوگوں کی سستی مال اور دیگر صیغہ جات میں آمدنی کی کمی کا باعث ہوئی ہے تو چاہئے تمہاری ہمت اور بھی زیادہ بڑھ جائے کہ اور بوجھ آپڑا ہے۔ اس لئے پہلے کی نسبت حوصلے اور دل اور وسیع کرنے چاہئیں نہ یہ کریں کہ جس وقت مشکل زیادہ آپڑے تو ہمت کم کر دیں''۔

(روزنامہ الفضل سالانہ نمبر 1994ء ص54 از خطبہ جمعہ 25/اگست 1916ء)

پھر ابتلاء کے اس دور میں جماعت کے صبر کے جذبات کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے ذریعہ یہ بیان فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''ان صبر کے جذبات کو نتیجہ خیز بنانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خداتعالیٰ کے آگے جھک جائیں۔ دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہیں تر کر لیں۔ پاکستان کے رہنے والے احمدیوں کو خاص طور پر دعاؤں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں اور ان دعاؤں کے ساتھ ہفتہ میں ایک نفلی روزہ رکھنا بھی شروع کر دیں۔ یقیناً جب اضطراری کیفیت میں دعائیں کی جائیں تو خداتعالیٰ سنتا ہے۔......پس آج ہر احمدی کو مضطر بن کر دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مضطر کی دعا کو خداتعالیٰ کبھی بھی رد نہیں کرتا''۔

(خطبات مسرور جلد9 ص501 تا 502)

پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ جو ایک حقیقی الٰہی جماعت ہے ابتلاء کے اس دور میں صبر اور دعا کے ساتھ خداتعالیٰ سے مدد مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلیفۃ المسیح کی تمام نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے ہمیں صحیح ردعمل دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان

ایک احمدی خاتون نے لاہور سے چند سوالات لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بھیجے۔ جن کے حضور نے اپنے قلم سے جواب رقم فرمائے۔ ذیل میں سوال اور جواب درج کئے جاتے ہیں۔

سوال1: کیا جو فوت ہوجاتے ہیں۔ ان کی روح زندوں سے ملتی رہتی ہے۔ خواب میں جو متوفی ملتے ہیں۔ کیا ان کی وہ روح ہوتی ہے یا وہم؟

جواب: اگر خواب سچی ہو۔ تو ان کا تمثل ہوتا ہے۔ روح بھی نہیں ہوتی۔ وہم بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ سچ ہوتا ہے۔ جس طرح تصویر کے ذریعہ سے لوگ دور سے ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں۔

سوال2: کہا جاتا ہے کہ اگلے جہان میں بچے والدین کو لینے آئیں گے اور ان کے گناہ بخشوائیں گے۔ یہ کہاں تک ٹھیک ہے؟

جواب: غلط ہے۔

سوال3: کیا فوت ہونے والوں کا دل بھی ہماری طرح تڑپتا ہے؟

جواب: نہیں۔ ہاں خواہش ہوتی ہے۔

سوال4: ان کے کپڑے یا کھانے پینے کی جو چیزیں فی سبیل اللہ دی جاتی ہیں وہ ان کو پہنچ جاتی ہیں۔ بڑے تو گناہ کرتے ہیں ان کو تو ثواب پہنچ گیا۔ لیکن کیا معصوم بچوں کو بھی ثواب مل جاتا ہے۔؟

جواب: نہیں۔ ان کو کپڑوں وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں۔ بچوں کو ضرورت کیا ہے وہ تو پہلے ہی بے گناہ ہیں۔

سوال5: میری خوشدامنہ کہتی ہیں کہ میری بچی فوت ہوگئی۔ میں جو پھل راہ اللہ دیتی ہوں۔ خواب میں اس کے پاس دیکھتی ہیں۔ کیا یہ وہم ہے یا ٹھیک؟

جواب: خیال ہے۔

سوال6: اگر یتیم بچے کھلانے پلانے کے لئے نہ ملیں۔ تو کیا صدقہ ایسے بچوں کو دیا جاسکتا ہے۔ جن کے ماں باپ کمانے والے ہوں؟

جواب: بچوں کو دینا ضروری نہیں یتیم نہ ملیں۔ تو بیوائیں۔ بیوائیں نہ ہوں۔ تو دوسرے مسکین۔

سوال7: میں نے اپنی فوت شدہ بچی کے سب کپڑے دے دیئے۔ ایک ٹوپی رکھ لی۔ اس نے مجھے خواب میں کہا۔ میرا سر ننگا ہے۔ مجھے ٹوپی دے دیں۔ کیا یہ بھی وہم ہے؟

جواب: ہاں یہ بھی وہم ہے۔ کیونکہ یہ باتیں سن سن کر آپ کے دل پر یہ اثرات تھے۔

سوال8: کیا یہ سچ ہے کہ انسان کے لئے موت کی گھڑی مقرر ہوتی ہے۔ اگر صحیح ہے۔ تو پھر سخت سے سخت بیماری آنے پر کیوں کبھی فوت ہوجاتے ہیں اور کبھی اچھے ہوجاتے ہیں؟

جواب: گھڑی بے شک مقرر ہے۔ مگر اصولی طور پر صدقہ، علاج وغیرہ سے وہ ٹل بھی جاتی ہے۔ گھڑی مقرر کرنے سے مراد ایک خاص مقدار کی قوتوں کا ملنا ہے۔ لیکن زیادہ خیال سے اور توجہ سے وہ قوتیں زیادہ دیر تک کام دیتی ہیں اور بے توجہی سے پہلے بھی ختم ہوجاتی ہیں۔ روزانہ گھروں میں آٹے وغیرہ کا عورتیں اندازہ کرتی ہیں کہ اتنے دن کا آٹا یا دال ہے۔ پھر اکثر یہ اندازہ ٹھیک ہوتا ہے۔ کبھی بے پروائی کی وجہ سے ضائع ہوکر جلد ختم ہوجاتا ہے۔ کبھی اور اسباب سے بڑھ جاتا ہے۔

سوال9: غریب قوم کیوں زیادہ موت کا شکار بنتی ہے؟

جواب: ضروری نہیں۔ بعض غریب قوموں کی بوجہ جفاکشی عمر لمبی ہوتی ہے۔ غریب اور مایوس قوم کی عمر چھوٹی ہوتی ہے۔ خالی غریب کی نہیں۔

سوال10: انگریزوں کی عمریں کیوں لمبی ہوتی ہیں؟

جواب: اسی وجہ سے کہ ان کے بچے مضبوط پیدا ہوجاتے ہیں۔

سوال11: کیا روح کو بھی اپنی قبر سے تعلق ہوتا ہے؟

جواب: ہوتا ہے۔

(الفضل 9 نومبر 1940ء)

ن ۔ سحر

میرے ابوجان مکرم محمد رفیع جنجوعہ صاحب کی یادیں

میرے پیارے ابوجان محمد رفیع جنجوعہ صاحب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری کرنے والے، خلافت اور خلیفہ وقت سے محبت اور مکمل اطاعت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے، مہمان نواز اور نافع الناس وجود تھے۔ خدا کے فضل سے جوانی کی عمر سے ہی نماز تہجد، پنجوقتہ نماز اور نوافل کو باقاعدہ التزام کرنے والے تھے اور پھر آخری سانس تک اس روایت کو برقرار بھی رکھا۔ ابوجان نے اپنی تمام عمر سچائی اور دیانتداری کی راہ پر چلتے ہوئے بسر کی۔ تمام زندگی احمدیت کو کبھی نہ چھپایا۔ 1953ء کا پُرآشوب دور ہو یا 1974ء کے دلخراش حالات، ملازمت کا آغاز ہو یا کسی بدترین مخالف افسر کی ماتحتی ہر حال میں احمدیت کا اعلان کیا۔

جوانی میں عبادت

محکمہ TDA میں ملازمت کا آغاز ہوا بطور مکینک بھرتی ہوئے تو تمام نئی مشینیں ابوجان کے حصہ میں آئیں جن پر زیادہ محنت کی ضرورت نہ ہوتی اور بیشتر وقت فارغ ہی گزرتا۔ ابوجان بتایا کرتے تھے کہ فارغ وقت میں دوسرے ملازمین تاش وغیرہ کھیلتے تو میں خدا کے حضور نوافل ادا کرنے لگ جاتا اور یوں روزانہ سو نفل ادا کرنا میرا معمول بن گیا۔ مسقط میں ایک سالہ ملازمت کے دوران کا واقعہ ہے کہ کرسمس کے دنوں میں انگریز فورمین نے تمام ملازمین کو شراب کی ایک ایک بوتل تحفہ کے طور پر بھجوائی مگر ابوجان نے شکریہ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے واپس لوٹا دی کہ میں ایک احمدی ہوں اور ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جوانی کی عبادت اور اپنے نفس پر قابو رکھنے کا خدا کی نظر میں ایک خاص مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جوانی ہی سے ابوجان کو اس کی توفیق دی۔

سچ سے محبت

ملازمت کے آغاز ہی کا واقعہ ہے کہ فیلڈ میں آپریٹر اور فورمین کے درمیان جھگڑا ہوا اور عینی شاہد ہونے کی وجہ سے ابوجان کو بطور گواہ مقرر کیا مگر فورمین نے جو بیان دینے پر اصرار کیا وہ خلاف واقعہ تھا سو ابوجان نے انکار کر دیا کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ ساتھیوں نے اصرار کیا کہ ملازمت کا آغاز ہے فورمین کو ناراض مت کرو برطرف بھی کرسکتا ہے۔ ابوجان نے جواب دیا میں فورمین سے نہیں بلکہ خدا سے ڈرتا ہوں اور وہی میرا رازق بھی ہے۔ غیراز جماعت ملازمین اپنی زبانوں سے یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوگئے کہ رفیع مرزائی ہے یہ کسی قیمت پر جھوٹ نہیں بولے گا؟ لاریب خدا ہی بہتر جزا دینے والا ہے اللہ نے اپنے فضل سے ایمان کو بھی محفوظ رکھا اور ملازمت کو بھی۔

اللہ تعالیٰ کا سلوک

خلفاء سے ملاقات اور عسر یسر ہر حال میں خلیفہ وقت کو دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف خاص توجہ تھی۔ ہمیں بھی یہی نصیحت کرتے اور ہمیشہ کہتے کہ میرا پختہ ایمان اور تجربہ ہے کہ خلیفہ وقت کو خط لکھتے ہی اس کی قبولیت کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ خلیفہ ثانی سے معجزانہ ملاقات کا ایک واقعہ ہمیں اکثر سنایا کرتے تھے جس کو سن کر ہماری آنکھیں ہمیشہ پُرنم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں کہ جب ابوجان فوج میں ملازم تھے جلسہ سالانہ کے لئے 24 گھنٹے کا نائٹ پاس بڑی مشکل سے ملا فوجی وردی میں ہی ملبوس لاہور سے قادیان روانہ ہوگئے اور سیدھا پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے ملاقات کی درخواست کی مگر جواب ملا کہ انفرادی ملاقات نہیں ہوسکتی۔ ابوجان غمگین حالت میں نصف گھنٹہ تک خدا کے حضور دعا کرتے رہے اور پھر قسمت آزمائی مگر جواب نفی میں ہی تھا۔ افسردہ کھڑے رہے واپسی کے لئے قدم بھی نہ اٹھ رہے تھے کہ حضور کا پیغام آگیا کوئی اور ملاقاتی ہے تو اس کو اندر بھیج دیں۔ سبحان اللہ ع

دل سے جو آہ نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

تمام عمر ابوجان کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل اور تائیدات کا جو سلوک رہا وہ بلاشبہ ان دعاؤں کا ہی ثمر تھا جو اس وقت خلیفہ ثانی نے کیں۔ ابوجان ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ ایسا سلوک رہا ہے جیسے ایک شفیق باپ اپنے بچے کی انگلی پکڑ کر چلتا ہے۔

احسان مندی

اپنے بزرگوں کے احسانات کو یاد کرنا اور احسان مندی کا اظہار کرنا ان کا ایک خاص وصف تھا میرے دادا جان کی وفات کے بعد میرے بڑے تایا جان نے اپنے سب بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بطریق احسن ادا کی۔ خلیفۃ المسیح الرابع نے جب پانچ ہزاری مجاہدین کے کھاتے بحال کرنے کا حکم صادر فرمایا تو ابوجان چونکہ خود بھی تحریک جدید کے سیکرٹری تھے فوراً اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے **بھائی منشی محمد نذیر صاحب کا پورے سو سال یعنی 1934ء تا 2034ء کا چندہ ادا کیا** اور یوں خلیفہ وقت کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بھائی کا احسان مند ہونے کا حق بھی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نیک اعمال کا وارث بنائے۔ آمین۔ ابوجان خود بھی خدا کے فضل سے پانچ ہزاری مجاہدین میں سے ہیں۔

صحبت صالحین

ابوجان صحبت صالحین کو خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل سمجھتے۔ سرگودھا میں ہماری رہائش حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ (امیر جماعت ہائے ضلع سرگودھا) کی رہائش کے بالکل قریب تھی۔ ابوجان کہا کرتے کہ میں نے صرف مرزا صاحب کی صحبت اور قربت کی وجہ سے اس جگہ رہائش اختیار کی اور یوں ہمیں بھی اپنا تمام بچپن ایسی بزرگ ہستی کی شفقت اور دعاؤں کے سایہ میں گزارنے کا موقع ملا۔ بلاشبہ مرزا صاحب بے حد دعاگو اور مہربان ہستی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

خدمت دین

ابوجان تمام عمر خدمت دین میں مصروف رہے۔ 1947ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ریٹائرڈ فوجیوں کو حفاظت مرکز کے لئے حاضر ہونے کی تحریک فرمائی ابوجان بھی حاضر ہوگئے اور یوں بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت مسیح موعود کے مزار پر ڈیوٹی کی سعادت ابوجان کو نصیب ہوئی۔ 1949ء میں محمد آباد سٹیٹ میں ملازمت کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مجلس عرفان کے دوران حضور کو دبانے کی سعادت بھی ملی۔ اس کے علاوہ مختلف عہدوں مثلاً قائم مقام امیر ضلع مظفرگڑھ، سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف نو، سیکرٹری وقف جدید، سیکرٹری وصایا اور زعیم انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت دین کی توفیق حاصل رہی۔ ربوہ میں 13 سالہ قیام کے دوران دو سال قائم مقام صدر محلہ اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی متواتر تین سال مجلس مشاورت میں سرگودھا کی طرف سے شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

اولاد کو نصیحت

ابوجان اپنی کتاب کاروان حیات میں لکھتے ہیں اے میرے عزیزو! خلیفہ وقت سے دلی وابستگی اور جاں نثاری ہر دکھ درد کا مداوا بن جاتی ہے۔ اے میرے پیارو! خلافت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ اسی میں تمہاری فلاح اور اسی میں تمہاری دین و دنیا کی بے پناہ دولت کا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کا بہت شوق تھا اور ہمیں بھی بہت تاکید کرتے، چندوں کی ادائیگی میں کبھی تاخیر نہ کرتے، نہایت صابر و شاکر تھے۔ خدا کے فضل سے موصی تھے اور وفات سے قبل وصیت کا تمام حساب صاف تھا۔ ایک متوازن اور دلکش شخصیت کے مالک تھے۔ خاندان میں ہر دلعزیز تھے۔ 18 ستمبر 2011ء کو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ہمیشہ کے لئے ہمیں چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ ابوجان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ لحظہ بہ لحظہ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کو اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کے سایہ میں رکھے۔ آمین

☆......☆......☆

مرسلہ: مکرم ثاقب محمود صاحب

ایک مظلوم خاتون کی فریاد اور عموریہ کی فتح

ہارون الرشید کے بیٹے معتصم باللہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ جسے عباسی خاندان کے عہد شباب کا آخری بڑا تاجدار مانا جاتا ہے۔ عباسی خلافت اور مشرقی رومی سلطنت کی حدیں ایشیائے کوچک میں ملتی تھیں۔ دونوں حکومتوں نے سرحدوں پر مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے اور ان کے درمیان وقتاً فوقتاً لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

عباسیوں کے زمانے میں جو فتنے بپا ہوئے۔ ان میں سے بابک خرمی کا فتنہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس نے بیس سال میں کم و بیش ایک لاکھ پچیس ہزار آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ معتصم نے بڑی سختی سے اس کی گوشمالی کی۔ جب اسے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اپنے اوپر خلافت کے لشکروں کا دباؤ کم کرنے کے لئے مشرقی رومی سلطنت کے قیصر کو کہلا بھیجا کہ تمام فوجیں میرے مقابلے پر آئی ہوئی ہیں۔ اس وقت حملہ کرو گے تو علاقوں پر علاقے فتح کرتے ہوئے بغداد پہنچ جاؤ گے۔ قیصر نے فوراً حملہ کر دیا۔ لیکن اس اثناء میں بابک مارا گیا۔ اس کا فتنہ مٹ گیا اور عباسی فوجیں اس کی طرف سے مطمئن ہوگئیں۔

معتصم دربار میں بیٹھا تھا، کہ اسے قیصر کے حملے کی خبر ملی۔ خبر دینے والے نے یہ بھی بتایا کہ دو اہم سرحدی قلعے قیصر کے قبضے میں جا چکے ہیں۔

معتصم کی پیشانی پر غیظ و غضب سے شکنیں پڑ گئیں۔ لیکن وہ چپ چاپ بیٹھا ہوا سب کچھ سنتا رہا۔ یکایک اس کے کان میں یہ الفاظ پہنچے کہ قیدیوں میں ایک ہاشمی خاتون بھی تھی۔ قیصر کے سپاہی اسے کشاں کشاں لے جا رہے تھے۔ تو وہ بے چارگی کی حالت میں خلیفہ کو امداد کے لئے پکار رہی تھی۔ معتصم ایک دم لبیک لبیک کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ فوراً تخت سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہو کر کوچ کا نقارہ بجوا دیا۔ فوج کا انتظار بھی نہ کیا اور جوش و اضطراب کے پروں سے اڑتا ہوا اس مقام کی طرف روانہ ہوگیا۔ جہاں ہاشمی خاتون کی گرفتاری کا واقعہ پیش آیا تھا۔ فوجی دستے راستے میں اس کے ساتھ جا ملے۔

اس نے تیز رو سوار آگے بھیج دیئے کہ جہاں جہاں قیصر کے آدمیوں کو دیکھیں، مار بھگائیں اور لوگوں کو اطمینان دلائیں۔ قیصر تمام علاقے چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ اس نے عموریہ کو فتح کیا۔ جو قیصر کا خاص مرکز تھا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس نے اس طرح دنیا پر آشکار کر دیا کہ سچا فرمانروا وہی ہے۔ جو رعایا کے معمولی فرد کی پکار بھی دل کے کانوں سے سنتا ہے۔

(ملخص از سوتاریخی واقعات)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 مئی 2014ء کو بیت الفضل لندن میں قبل نماز ظہر درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم چوہدری غلام احمد صاحب

مکرم چوہدری غلام احمد صاحب آف مانچسٹر مورخہ 11 مئی 2014ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت منشی سر بلند خان صاحب کے داماد تھے۔ آپ نے لاہور کے حلقہ سول لائن میں لمبا عرصہ صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، دعا گو، ہمدرد، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ رضیہ درد صاحبہ ایم اے

مکرمہ رضیہ درد صاحبہ ایم اے اہلیہ مکرم پروفیسر مسعود احمد عاطف صاحب مرحوم ربوہ مورخہ 27/اپریل 2014ء کو چند ماہ کی علالت کے بعد قریباً 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب اور مکرمہ سارہ درد صاحبہ مرحومہ کی بیٹی تھیں جو لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی ممبرات میں شامل تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ میں مختلف حیثیتوں سے نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ لجنہ کے زیر اہتمام آپ کی دو کتب بھی شائع ہوئیں نیز آپ کے متعدد مضامین جماعتی رسائل اور اخبارات کی زینت بنتے رہے۔ اسی طرح آپ نے جامعہ نصرت گرلز کالج ربوہ میں تقریباً 25 سال تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ آپ ایک کامیاب اور ہردلعزیز معلّمہ تھیں۔ آپ نہایت نرم خو، ملنسار، بچوں سے پیار کرنے والی ہمدرد، اور مخلص خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے بہت پیار تھا اور باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے عشق و وفا کا تعلق تھا۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا اور اس محبت کو اپنی اولاد کے دل میں پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سب مغربی افریقہ کے ملک برکینا فاسو میں مقیم ہیں۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم حامد مقصود عاطف صاحب بطور مربی سلسلہ اور بڑے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمود عاطف صاحب ہیومینٹی فرسٹ کے تحت جبکہ بیٹی اپنے میاں مکرم ڈاکٹر محمود بھنو صاحب (آف ماریشس) کے ساتھ نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمات سلسلہ میں مصروف ہیں۔

مکرم پروفیسر مرزا محمد کریم صاحب

مکرم پروفیسر مرزا محمد کریم صاحب اسلام آباد پاکستان مورخہ 5/اپریل 2014ء کو دو سال کی علالت کے بعد 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم کے بھتیجے اور حضرت مولوی شیخ محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے نواسے تھے۔ کئی سال تک آپ کو پہلے مری اور پھر اسلام آباد کے حلقہ G9/1 میں صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ خلافت احمدیہ اور نظام جماعت سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش، غریب پرور، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم عمران احسن صاحب بطور نیشنل سیکرٹری تربیت آسٹریلیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب

مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب خادم بیت مبارک ربوہ۔ کینیڈا مورخہ 20/اپریل 2014ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کو لمبا عرصہ شعبہ ضیافت کینیڈا میں رضا کارانہ طور پر قابل قدر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 1968ء سے لے کر 2008ء تک جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر ناظم لنگر خانہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے کچن میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا آپ کا نمایاں وصف تھا۔ بہت اطاعت گزار، خلافت کے فدائی، احمدیت کے سچے خادم، غریب پرور، بہت سی خوبیوں کے مالک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مربیان سلسلہ سے خاص تعلق تھا۔ وفات سے چند روز قبل اپنی اولاد سے بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور خدمت دین پر کمر بستہ رہنے کا عہد لیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم ناصر احمد صاحب

مکرم ناصر احمد صاحب نصیر آباد ربوہ مورخہ 18/اپریل 2014ء کو 4 ماہ کی علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ گزشتہ دس سال سے آپ کو حفاظت مرکز کے شعبہ میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اپنے محلّہ میں مالی تحریکات اور جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ بہت غریب پرور، مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرمہ امۃ السلام صاحبہ

مکرمہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ مکرم سید مصدق احمد شاہ صاحب مرحوم دارالعلوم غربی ربوہ مورخہ 11 دسمبر 2013ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ نے لمبا عرصہ اپنے محلّہ میں سیکرٹری تربیت لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، انتہائی نیک خوش اخلاق، منکسر المزاج، غریب پرور اور ہر تحریک پر فوراً لبیک کہنے والی مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے عشق اور وفا کا تعلق تھا۔ قرآن کریم کا کافی حصہ زبانی یاد تھا اور قرآن کریم کی تلاوت اور درثمین کی نظمیں خوش الحانی سے پڑھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب

مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب کینیڈا مورخہ 28 مارچ 2014ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت صالح علی صاحب ابن حضرت مرزا اصفر علی صاحب کے داماد اور مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب مرحوم سابق امیر کراچی کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ 2001ء میں کینیڈا شفٹ ہو گئے تھے۔ بہت شفیق، غریب پرور، علم دوست، مخلص اور نافع الناس وجود تھے۔ کئی احمدی اور غیر احمدی احباب اپنے بچوں اور بچیوں کو آپ کے پاس تعلیم و تربیت کے لئے بھجواتے تھے جس وجہ سے آپ کو دعوت الی اللہ کا موقع بھی میسر آتا رہا۔ آپ کے ذریعہ کئی احباب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ذہین طلباء و طالبات کیلئے اپنی اہلیہ کے نام پر خورشید عطاء سکالرشپ اور 2008ء میں اپنی والدہ کے نام سے حفیظن بیگم سکالرشپ جاری کروایا۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ خلافت سے بہت عقیدت اور وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ یادگار ہیں۔

مکرمہ منورہ سلطانہ صاحبہ

مکرمہ منور سلطانہ صاحبہ بنت مکرم بابو محمد بخش صاحب مرحوم ربوہ مورخہ 7 مارچ 2014ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ نے لمبا عرصہ محلّہ دارالنصر ربوہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت دیندار، جماعتی غیرت رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیز مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتی تھیں۔ آپ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کی ہمشیرہ تھیں۔

مکرم عبدالرحیم سلیم صاحب

مکرم عبدالرحیم سلیم صاحب ابن مکرم صوبیدار میجر محمد عبدالرحمٰن صاحب مرحوم آف جہلم مورخہ 29/اپریل 2014ء کو وفات پا گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت محمد حیات صاحب کے پوتے اور مکرم شیخ محمد حنیف صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کوئٹہ کے داماد تھے۔ آپ کو کوئٹہ اور کھوسکی (ضلع بدین) میں عرصہ 20 سال مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے انتہائی صابر و شاکر، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے کوشاں رہنے والے نافع الناس وجود تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

عزیزہ لبینہ فاتح

عزیزہ لبینہ فاتح بنت مکرم ڈاکٹر فاتح الدین صاحب انچارج احمدیہ کلینک داسا بنین مورخہ 16/اپریل 2014ء کو 4 سال کی عمر میں وفات پا گئی۔ بچی کو وفات سے چند دن قبل ملیریا بخار ہوا۔ ہر ممکنہ علاج تو کیا گیا لیکن اس کے باوجود طبیعت بگڑتی ہی چلی گئی اور جانبر نہ ہوسکی۔ عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

۞ مکرم سید عبدالمالک ظفر صاحب صدر محلّہ دارالشکر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

ہمارے حلقہ کے مکرم وسیم احمد کلیم صاحب کی بائیں ٹانگ میں موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ کی وجہ سے فریکچر ہو گیا ہے۔ آپریشن اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب ہوا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے بچائے اور جلد کامل شفاء عطا فرمائے۔ آمین

۞ ہمارے حلقہ کے دوسرے دوست مکرم منور احمد صاحب ولد مکرم احمد دین صاحب عرصہ چار پانچ سال سے پیٹ کی موذی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان دنوں فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد کامل شفاء عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے اس موذی مرض سے نجات دے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

درخت ’’فراش‘‘ تعارف اور فوائد

بلوچستان میں گز کے نام سے پکارے جانے والا درخت جس کو ہندی اور اردو میں ’’فراش‘‘ کہا جاتا ہے۔ سندھی میں ’’راؤ‘‘ یا ’’رائی‘‘ جبکہ وسطی پنجاب میں ’’اوکاں‘‘ اور جنوبی پنجاب یا سرائیکی علاقے میں ’’کھگ گل‘‘ کہتے ہیں۔ فراش کے درخت کو ایران میں بھی ’’گز‘‘ یا ’’گزانجابین‘‘ کہا جاتا ہے اور اس کے میٹھے رس سے ایک قسم کی مٹھائی ’’گزانجابین‘‘ بنائی جاتی ہے۔

سندھ میں فراش کی تمام قسمیں قدرتی طور پر پائی جاتی ہیں۔ جن میں جھاڑی نما پودے سے لے کر قد آور درخت تک شامل ہیں۔ فراش کا نباتاتی نام ’’ٹاماریکس ایفائلہ‘‘ ہے جو کہ سپین میں واقع دریا ’’ٹاماریس‘‘ سے مستعار لیا گیا ہے۔ جبکہ اس کا دوسرا حصہ اس کے پتوں کی ساخت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ درخت ایشیا افریقہ اور یورپ کے گرم خشک علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس درخت کو جس نام سے بھی پکارا جائے یہ ان تمام مقامات پر زندگی کی علامت ہے۔

فراش ایک اونچا اور جڑوں کے گہرے مربوط نظام کی بدولت جلد خود کفالت حاصل کر لیتا ہے اور نرم ریت میں بھی انتہائی مضبوطی سے قدم جمائے رکھتا ہے۔

فراش کے درخت کو ہر قسم کی زمین میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ اس کی قحط کو برداشت کرنے کی صلاحیت بھی منفرد ہے۔ موافق حالات میں فراش کا درخت 10 سے 12 فٹ تک بلند ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک لاجواب خوبی اس کا نباتاتی فلٹر ہے۔ یہ درخت زمین سے نمکیات کی زائد مقدار اور بھاری دھاتوں پر مشتمل زمین و زیر زمین پانی دونوں کو ناقابل استعمال بنا دینے والے فاسد مادے صنعتی مواد کو اپنی گہری اور پھیلی ہوئی جڑوں کی بدولت انتہائی گہرائی سے کھینچ نکالتا ہے اور اپنے پتوں اور شاخوں کے ذریعہ خارج کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ اپنے گردونواح کی زمین کو فاسد مادوں سے پاک کر کے قابل استعمال بناتا ہے۔

اس درخت کے پتے انتہائی چھوٹے، ایک سے دو سینٹی میٹر طویل اور ایک دوسرے سے عموداً پیوست ہو کر ایک باریک سی سوئی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ فراش کا تنا سیدھا اور لمبا ہوتا ہے۔ جبکہ چاروں طرف پھیلی ہوئی شاخیں اس کی چھتری نما خدوخال وضع کرتی ہیں۔ اس کی نئی شاخیں سرخی مائل بھوری اور ہموار ہوتی ہیں۔ اس کے پھول گچھوں کی شکل میں لیکن بہت چھوٹے طور پر نمودار ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سفید یا ہلکا گلابی ہوتا ہے۔

فراش کی کاشت بھی آسان ہے۔ اسے بیجوں سے، قلم سے، یا پھر جڑوں سے پھوٹنے والے ذیلی پودوں کو علیحدہ کر کے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کا ہر درخت سال میں تقریباً 5 لاکھ تک بیج پیدا کر سکتا ہے۔

فراش کی لکڑی ہلکے رنگ کی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔ جس کے ریشے ہموار اور ایک دوسرے میں باہم پیوست ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کو ہموار اور ملائم کیا جا سکتا ہے اور اس پر پالش بہت عمدہ ہوتی ہے جو اسے فرنیچر سازی، عمارتی استعمال میں بہتر انتخاب بناتی ہے۔

بطور ایندھن فراش کی لکڑی صدیوں کی روایت ہے اور یہ جلتے ہوئے ایک خوشگوار مہک دیتی ہے اور اس میں حرارت پیدا کرنے کی صلاحیت بھی زیادہ ہے اور اس کا کوئلہ بھی عمدہ بنتا ہے۔

فراش کی ادویات کی اہمیت مسلم ہے۔ اس کے ادویاتی اجزاء کا ذکر ادویات کی تمام کتب میں موجود ہے۔ حکیم ابن سینا، حکیم ابن بیطار میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

(مزید معلومات کیلئے :www.paksc.org)

فارم ہاؤس کی آئیڈیل لوکیشن

سرگودھا فیصل آباد روڈ پر واقع پاکستان CNG سے چند سو گز کے فاصلہ پر تعمیر شدہ دو جدید فارم ہاؤسز کے ساتھ فارم ہاؤس کیلئے بہترین تین ایکڑ اراضی برائے فروخت ہے۔ مندرجہ ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں۔

0300-7704762, 0301-8649431

بقیہ از صفحہ 2 خطبات امام۔ سوال و جواب

س: حضور انور نے خطبہ الہامیہ میں سے کون سے اقتباسات پیش کئے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ’’کہ اے لوگو! خدا کیلئے تم سب کے سب یا اکیلے اکیلے خدا کا خوف کر کے اس آدمی کی طرح سوچو جو نہ بخل کرتا ہے اور نہ دشمنی۔ کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ خدا بندوں پر رحم کرے اور کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ بدی کو دفع کیا جائے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 66)

’’میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارے پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو اور زمانہ نزدیک آ گیا ہے اور وہ وقت نزدیک ہے کہ ہر ایک جان اپنے کاموں سے پوچھی جائے اور بدلہ دی جائے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 71)

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر پر عظیم الشان خطبہ الہامیہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! یہ وہ عظیم الشان نشان ہے یہ عظیم الشان الفاظ ہیں یہ دعوت ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے دی دنیا کو اور یہ نشان جیسا کہ میں نے کہا 11/اپریل 1900ء کو ظہور میں آیا۔ آج تک یہ نشان اپنی چمک دکھلا رہا ہے اور آج تک کوئی ماہر سے ماہر زبان دان اور بڑے سے بڑا عالم اور ادیب بھی چاہے وہ عرب کا رہنے والا ہے اس کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور کس طرح یہ مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام تھا جو آپ کی زبان سے ادا ہوا۔

س: نماز جمعہ کے بعد کن افراد کی نماز جنازہ غائب پڑھائی؟

ج: 1۔ مکرمہ حنیفہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب بھٹی بہوڑو چک ضلع شیخوپورہ جو 3/اپریل 2014ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

(2) مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب آف کراچی کا ہے۔ جو 29/مارچ 2014ء کو 76 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔

ربوہ میں طلوع و غروب 31 مئی

طلوع فجر	3:26
طلوع آفتاب	5:02
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	7:11

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

31 مئی 2014ء

1:20 am	دینی و فقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014ء
3:20 am	راہ ھدیٰ
6:05 am	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014ء
8:15 am	دینی و فقہی مسائل
12:05 pm	انصار اللہ یو کے اجتماع 2012ء
2:20 pm	سوال و جواب
4:10 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
9:15 pm	راہ ھدیٰ Live
11:20 pm	انصار اللہ یو کے اجتماع

پرنٹ لان کی بے شمار ورائٹی انتہائی کم ریٹ پر دستیاب ہیں
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
0476-213155

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

لوٹ سیل سیل سیل
مورخہ یکم جون سے مردانہ + لیڈیز + بچگانہ
تمام ورائٹی پر حیرت انگیز سیل
مس کولیکشن اقصیٰ روڈ ربوہ

FR-10

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

گل احمد، Nishat، ڈیزائنر اور چکن نیز برانڈ لان دستیاب ہے
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: 476212310-92+
www.sahibjee.com

STUDY IN GERMANY
Bachelor(with Fundation)&MasterDegreeProgrammesAvailable
FREE DEGREE PROGRAMMES
Science | Engineering | Management
Medicine | Economics | Humanities
Get18MonthsJobSearchVisa AfterMasters Degree &EvenWorkAllowedDuringStudies
APPLYNOW(Requirement)
- Intermediatewithabove60%
- A-LevelStudents
- BachelorStudentswithmin70%
- Studentsawaitingresultcanalsoapply
Consultancy+ Admission+Documentation
Evenafterreaching Germany,pickupservicefrom airporttillUniversity
PleasecontactyourErfolgTeamConsultantsinGermany
Office:+4979405035030,Fax:+4979405035031,Mob:+4917656433243
Email: info@erfolgteam.com Skypeerfolgteam,Web: www.erfolgteam.com